طاہر القادری کے بارے میں ان کے دیرینہ ساتھی

مفتی محمد خان قادری کا

انکشافاتی انٹرویو

انٹرویو لینے والے

★محمد نواز کھرل ★ ملک محبوب الرسول قادری ★ حافظ محمد یعقوب

الجھا ہے پاؤں یار کا زلف دراز میں
لو آپ اپنے دام میں صیاد آ گیا
مجھ سے خاص و عام سب فریاد کرتے رہ گئے
اب مصیبت یہ بنی فریاد آگیا

مع حاشیہ از حضرت علامہ فریاد علی قادری دامت برکاتہم

محلہ چڑامنڈی قبرستان روڈ گوجرہ ضلع ٹوبہ ٹیک سنگھ 0300-5092366

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

طاہر القادری کے بارے میں ان کے دیرینہ ساتھی

مفتی محمد خان قادری کا انکشافاتی انٹرویو

انٹرویو لینے والے

☆۔ محمد نواز کھرل

☆۔ ملک محبوب الرسول قادری

☆۔ حافظ محمد یعقوب فریدی

مع حاشیہ از حضرت علامہ فریاد علی قادری دامت برکاتہم

الجھا ہے پاؤں یار کا زلف دراز میں
لو آپ اپنے دام میں صیاد آ گیا
مجھ سے خاص وعام سب فریاد کرتے رہ گئے
اب مصیبت یہ بنی فریاد آ گیا

محلہ چڑامنڈی قبرستان روڈ گوجرہ ضلع ٹوبہ ٹیک سنگھ
0300-5092366

مفتی محمد خان قادری کا انکشافاتی انٹرویو

س: منہاج القرآن کیسے قائم ہوا؟ اور آپ کا اس سلسلے میں کیا کردار تھا؟

ج: ڈاکٹر محمد علی صاحب کی کوٹھی میں درسِ قرآن شروع ہوا۔ طاہر القادری صاحب بہتر سوچ کے حامل تھے۔ وہ ہمارے مشورے قبول کرتے رہے۔ یہ بات قابل ذکر ہے کہ اس دور میں میاں جمیل احمد شرقپوری، مفتی محمد حسین نعیمی، مفتی عبدالقیوم ہزاروی، مولانا محمد بخش مسلم اور علامہ عبدالحکیم شرف قادری جیسی ہستیوں نے طاہر القادری صاحب کی بہت زیادہ حوصلہ افزائی کی اور اس کے ساتھ بھرپور تعاون کیا۔ یہ سب حضرات خود بھی درسِ قرآن میں آکر بیٹھتے تھے تاکہ دیگر لوگوں میں بھی رجحان بڑھے۔ ہم نے قادری صاحب کے درس کو کامیاب کرنے کے لیے بہت محنت کی۔ قرض لے کر میں نے اخباروں میں اشتہار دیے۔ درس کو ٹیپ ریکارڈ سے نقل کر کے آئندہ ہفتے چھپوا کر مفت تقسیم کیا جاتا۔ تیرہ درس اسی کوٹھی میں ہوئے۔ درس والے دن ڈاکٹر صاحب اپنے بچوں کو کسی دوسری جگہ منتقل کر دیتے تھے۔ اس کے باوجود جگہ ناکافی ہو جاتی۔ اس دوران مجھے اور میرے ساتھیوں کو بہت زیادہ تکالیف کا سامنا بھی کرنا پڑا۔ ہم نے تہمتیں بھی برداشت کیں لیکن ہم نے ہمت نہ ہاری اور اللہ نے کامیابی دی۔ اس درسِ قرآن میں میاں نواز شریف کے والد محترم میاں محمد شریف صاحب بھی آتے تھے۔

س: میاں محمد شریف صاحب کو درسِ قرآن میں آنے کی دعوت کس نے دی تھی؟

ج: راؤ ارتضیٰ حسین اشرفی صاحب نے میاں محمد شریف کو درسِ قرآن میں تشریف لانے کی دعوت دی تھی۔ راؤ صاحب کی کوشش تھی کہ میاں شریف کو قادری صاحب سے متعارف کروا کر اتفاق مسجد کی خطابت کیلئے بات کی جائے۔ اس طرح پروفیسر راؤ ارتضیٰ حسین اشرفی صاحب کی جد وجہد کے نتیجے میں میاں شریف کا قادری صاحب سے اس درسِ قرآن میں تعارف ہوا۔ قادری صاحب کے ان دروس سے متاثر ہو کر میاں صاحب نے اپنی خواہش پر اتفاق مسجد میں قادری صاحب کا جمعہ کا خطاب شروع کروایا۔ درسِ قرآن بدستور رحمانیہ مسجد میں ہوتا رہا۔ آگے چل کر یہی درسِ قرآن ''منہاج القرآن'' کے قیام کی بنیاد بنا۔ جب منہاج القرآن کے قیام کا اعلان ہوا تو اس وقت علماء کا قادری صاحب سے اختلاف ہو گیا۔ علماء نے کہا کہ ہم آپکے ساتھ نہیں چل سکتے۔

س: کس بات پر اختلاف ہوا؟

ج: دراصل منہاج القرآن کے دستور میں ایک شق یہ تھی کہ بلا امتیاز مسلک کوئی بھی شخص ہمارا ممبر بن سکتا ہے۔ اس شق پر علماء نے اعتراض کیا۔ آپ حیران ہوں گے کہ اس مرحلے پر میں نے قادری صاحب کی وجہ سے اپنے اساتذہ کرام کو بھی ناراض کرلیا اور طاہر القادری کا ساتھ دیا۔ اساتذہ کی ناراضگی کئی سال میرے لیے پریشانی کا باعث رہی[1]۔ بہر حال میرا ان سے مسلسل رابطہ رہا۔ انہوں نے ہمیشہ شفقت کی کیونکہ وہ سمجھتے تھے کہ یہ اخلاص کے ساتھ کام کر رہا ہے۔ بہر حال تمام تر مخالفتوں کے باوجود ہم نے ''منہاج القرآن'' کی بنیاد رکھ دی۔ مجھے ''منہاج القرآن'' کا پہلا ناظم اعلیٰ بنایا گیا۔ یہ بات بہت اہم ہے کہ ہم منہاج القرآن میں شامل نہیں ہوئے بلکہ ہم تو منہاج القرآن بنانے والے تھے۔ اس وقت انکو کوئی جانتا ہی نہیں تھا۔ منہاج القرآن کے اصل بانی اور موسس تو ہم ہیں، قادری صاحب کے لاہور میں قدم جمانے والے ہم ہیں، درس قرآن کیلئے میں انہیں لے کر آیا۔ درس قرآن کے اشتہار قرض لے کر میں نے شائع کروائے۔ آج وہ میرے بارے میں کہتے ہیں کہ مفتی محمد خان قادری شامل ہوا تھا اور میں نے انکو نکال دیا۔ کتنے ظلم کی بات ہے کہ جس شخص کو ہم لیکر آئے، آج وہ بانی بنا پھرتا ہے۔ وہ چونکہ اچھے خطیب تھے اسلیے ہم نے اس وقت انہیں تحریک کا سربراہ بنایا اور دن رات ایک کر کے دیوانہ وار انکے ساتھ کام کیا تاکہ دین کو فائدہ ہو۔ منہاج القرآن کے اصل بانی تو ڈاکٹر محمد علی ہیں، حاجی شوکت صاحب ہیں، شادمان کے دوسرے حضرات ہیں جنہوں نے مالی وسائل مہیا کیے۔ اس میں مفتی عبدالقیوم ہزاروی اور حکیم محمد موسیٰ صاحب امرتسری کی خدمات کو بھلایا نہیں جاسکتا۔ وہ دراصل اس تحریک کے محسن تھے۔

س: کتنا عرصہ آپ منہاج القرآن میں رہے؟ کن ذمہ داریوں پر کام کیا؟ قادری صاحب کو کیسا پایا؟

ج: قادری صاحب اس زمانے میں کرائے کے مکان میں رہتے تھے اور کرایہ بھی ہمارے ساتھی ادا کرتے تھے۔ طاہر صاحب کی اتنی تنخواہ نہیں تھی کہ وہ کرایہ ادا کرسکیں۔ صدیق پارک والے

---

[1] گویا جب منہاج القرآن کی بنیاد رکھی جارہی تھی تو ملک کے علماء اس بنیاد کے ہی خلاف تھے۔ خان صاحب کے اساتذہ بھی اسکے خلاف تھے۔ خشت اول ہی ٹیڑھی تھی۔ جس کا نتیجہ ہمارے سامنے ہے کہ دیوار ٹیڑھی ہوتی ہوتی رافضیت بلکہ عیسائیت تک جا پہنچی ہے۔ اب طاہر القادری کہتا ہے کہ ۱۲ ربیع الاول اور کرسمس ڈے ایک جیسے اہم ہیں، یہ بھی کہتا ہے کہ عیسائی اور یہودی مومن ہیں کافر نہیں، اور خان قادری قادیانیوں کے ہاں تعزیت کرنے پر مصر رہتا ہے خواہ سارے علماء روکتے رہ جائیں۔ خائن صاحب کے کرتوت دیکھیے اور صفحہ ۵ پر غیرت کا دعویٰ دیکھیے۔

ان کے مکان میں مفتی عبدالقیوم ہزاروی صاحب کے ساتھ نشست ہوئی۔ قادری صاحب نے مفتی صاحب سے کہا کہ ان (مفتی محمد خان قادری) کو فارغ کر دیں۔ اس طرح میں اتفاق اسلامک اکیڈمی میں آ گیا۔ جس کے سربراہ میاں محمد شریف تھے اور طاہر القادری صاحب ناظم تعلیم تھے۔ اتفاق مسجد سے ملحقہ چند کمروں پر مشتمل اس اکیڈمی میں ہم نے کام کا آغاز کیا۔ جھنگ سے ہمارے ساتھی محترم رانا جاوید القادری بھی یہاں منتقل ہو گئے۔ چالیس طالب علم اکیڈمی میں زیر تعلیم تھے۔ اکیڈمی کا سارا خرچ میاں شریف برداشت کرتے تھے۔ میاں شریف سے قادری صاحب نے کہا کہ ہم دین خرچ کریں گے، آپ دنیا خرچ کریں۔ کئی سال تک ہم وہاں کام کرتے رہے۔ اکیڈمی کا سارا تعلیمی نظام میرے سپرد تھا۔ اس دوران ادارہ منہاج القرآن کی تعمیر بھی شروع ہو گئی۔ تعمیر مکمل ہونے کے بعد تعلیمی پروگرام ادارہ منہاج القران میں شفٹ کر دیا گیا جب کہ قادری صاحب کا جمعہ کا خطاب اتفاق مسجد میں جاری رہا۔ بعد میں ان کے شریف خاندان سے اختلاف پیدا ہو گئے اور انہوں نے اتفاق مسجد چھوڑ دی۔

س: اختلاف پیدا ہونے کی وجوہات کیا تھیں؟

ج: ہم نے طاہر القادری صاحب سے کئی مرتبہ پوچھا لیکن وہ کوئی وجہ بیان نہیں کر سکے[2]۔ یہ صرف اتنا کہتے تھے کہ ہمارے ان سے نظریاتی اختلاف ہیں۔ لیکن کوئی ایسی بات ہمارے سامنے نہیں آئی۔ میرے خیال میں شریف خاندان نے ان کے ساتھ روحانی تعلق بنایا تھا۔ میری طرح وہ بھی ان کو روحانیت کا شاہکار تصور کرتے تھے[3]۔ میاں شریف اور ان کے بیٹوں نے طاہر القادری کے ساتھ محبت و عقیدت کی انتہا کر دی۔ میں حجاز مقدس کے اس سفر میں ان کے ساتھ تھا جب اختر رسول اور میاں نواز شریف ان کو کندھوں پر اٹھا کر غار حرا لے گئے۔ قادری صاحب نے کہا مجھے دل کی تکلیف ہے، اس لیے میں اوپر جا نہیں سکتا۔ یہ سن کے نواز شریف کی اہلیہ کلثوم نے کہا کہ آپ لوگ کھلاڑی ہیں، آپ کی صحت اور طاقت کا کیا فائدہ، اگر قادری صاحب ہمارے ساتھ اوپر نہیں

2۔ ہمارے خیال میں: مطلب ہو گیا پورا تے کھوتی ستے گئی بھورا۔

3۔ شریف خاندان تو کوئی علمی خاندان نہیں تھا، سوال یہ ہے کہ آپ جیسے مفتی نے طاہر صاحب کو روحانیت کا شاہکار کیسے سمجھ رکھا؟ اور اگر آپ طاہر صاحب کی چٹ پٹی تقریریں سن کر اتنی بڑی ٹھوکر کھا سکتے ہیں تو یاد رکھیے کہ ہمارے خیال میں [illegible] ان کی پیداوار ہے۔ ہمارے منہاجی بھی اس سے عبرت حاصل کریں [illegible] طاہر صاحب کو روحانیت کا شاہکار سمجھے بیٹھے ہیں۔

جاتے۔ آپ یہ سن کر حیران ہوں گے کہ میاں شریف جن سے ضیاء الحق بھی وقت لے کر آتا تھا، وہ قادری صاحب سے وقت لے کر ملتے تھے۔ قادری صاحب نے بھی میاں شریف کو اپنا والد اور ان کی اہلیہ کو اپنی والدہ بنا لیا تھا۔ میاں شریف بھی ان کو حقیقی بیٹوں کی طرح سمجھتے تھے۔ حتیٰ کہ ان کے گھر میں جو چیز بھی آتی پہلے وہ قادری صاحب کے گھر بھیجتے۔ جب ہم اتفاق اکیڈمی میں ہوتے تھے تو میں نے دیکھا کہ روزانہ قادری صاحب کے لیے میاں شریف کے گھر سے سوپ کا بھرا ہوا تھرمس آتا اور وہ ظہر تک تھرمس خالی کر دیتے۔ یہ الگ بات ہے کہ اس وقت انہوں نے اپنے ایک انٹرویو میں کہا تھا کہ میں ناشتہ صرف ایک سلائس سے کرتا ہوں حالانکہ وہ سوپ کا بھرا ہوا تھرمس صبح سے ظہر تک پی جاتے تھے۔ اگر کبھی میاں صاحب سوپ بھجوانا بھول جاتے تو نائب قاصد کی شامت آ جاتی تھی کہ تم خود جا کر کیوں نہ لے آئے۔ میاں صاحب ان کو روحانی آدمی سمجھ کر ان کی خدمت کرتے رہے۔ انہوں نے جو مانگا انہوں نے حاضر کر دیا۔

س: قادری صاحب کی باقاعدہ تنخواہ مقرر تھی یا ویسے ہی نذرانے کی صورت میں اتفاق والے خدمت کرتے تھے؟

ج: تنخواہ میں تو بہت تھوڑا ملتا اور ''دوسری'' صورت میں لاکھوں ملتا ہے۔ انہوں نے ان کو گاڑی دی۔ جدید ضروریات زندگی کی ہر چیز فراہم کی۔ قادری صاحب ہندوستان، دوبئی اور شارجہ گئے تو میاں شریف نے میاں طارق شفیع کو ان کے ساتھ بھیجا۔ قادری صاحب کی تمام تر شاپنگ کے اخراجات وہ برداشت کرتے تھے۔ ایک سفر میں، میں بھی ساتھ تھا۔ میرے سامنے قادری صاحب کی ساری خریداری نواز شریف نے کی۔ یہ الگ بات ہے کہ قادری صاحب کوشش کرتے تھے کہ مجھے ان معلومات کی خبر نہ ہو لیکن آخر میں بھی انسان ہوں۔ الحمد للہ قادری صاحب بھی گواہی دیں گے کہ میاں نواز شریف سے میاں شریف تک ایک پیسہ بھی مفتی محمد خان قادری نے کبھی وصول نہیں کیا۔ میاں صاحب ہزاروں روپے دینے کی کوشش کرتے لیکن میں نے ہمیشہ کہا کہ میں غیرت مند ہوں، مجھے پیسوں کی ضرورت نہیں ہے۔ بلکہ قادری صاحب خود ان سے کہتے کہ مفتی صاحب نذرانے نہیں لیتے۔ کئی سال تک اتفاق والے قادری صاحب پر لاکھوں خرچ کرتے رہے پھر انہوں نے سوچا کہ یہ شخص سب کچھ ہم سے لے بھی رہا ہے۔ ہمارے پیسوں سے پل بھی رہا ہے اور پھر منبر رسول پر کھڑے ہو کر کہہ بھی دیتا ہے کہ میں نے کبھی اتفاق والوں سے ایک پائی بھی نہیں لی۔ اس طرح ان کے خاندان میں اس کے خلاف نفرت پیدا ہوئی۔ انہوں نے سوچا کہ یہ آدمی روحانی

نہیں ہے تو کم از کم اس سے سیاسی فائدہ اٹھایا جائے۔ خود قادری صاحب کہتے تھے کہ انہوں نے مجھے کہا کہ چھانگا مانگا چلو اور وہاں پر موجود ممبران اسمبلی کو خطاب کر کے ہماری حمایت کے لیے تیار کرو تو میں نے انکار کر دیا۔ تو پھر انہوں نے کہا کہ اس شخص سے نہ روحانی فائدہ ہے نہ سیاسی تو ہم نے اس کو چاٹنا ہے۔ قریب تھا کہ وہ خود اس کو اتفاق مسجد سے نکال دیتے...... اس وقت ہوا یہ کہ قادری صاحب پشاور کے دورے پر تھے۔ واپس آ کر انہوں نے مجھے اور محترم خلیل الرحمٰن قادری صاحب کو بلا کر کہا کہ میاں شریف بہت غلط آدمی ہے۔ اس لیے میں اتفاق مسجد چھوڑ رہا ہوں۔ ہم نے مشورہ دیا کہ نہیں چھوڑنی چاہیے۔ سچی بات ہے کہ ہم بہت حیران ہوئے کہ پشاور جانے سے پہلے تک جو میاں شریف، ولی اللہ تھا، اب اچانک بروں کا کپتان کیسے بن گیا؟ بہر حال باقاعدہ منہاج القرآن کی عاملہ کا اجلاس ہوا۔ اس میں طے ہوا کہ قادری صاحب اتفاق مسجد نہیں چھوڑیں گے۔ لیکن آئندہ جمعہ پر انہوں نے کسی سے مشورہ کیے بغیر اتفاق مسجد چھوڑنے کا اعلان کر دیا۔ کیونکہ اسے یقین ہو گیا تھا کہ میری اصل حقیقت ان پر ظاہر ہو گئی ہے اس لیے یہ لوگ مجھے اب برداشت نہیں کریں گے۔ اسی لیے جب ہم نے ان سے پوچھا کہ آپ نے بغیر مشورہ کے یہ اعلان کیوں کیا ہے؟ تو انہوں نے کہا کہ مفتی صاحب! اگر وہ خود اٹھا کر باہر پھینک دیتے تو؟ اگر میں نے چھوڑ دیا تو کونسا کفر ہو گیا ہے؟ لیکن حقیقت یہ ہے کہ اتفاق فیملی کے طاہر القادری پر اتنے احسانات ہیں کہ وہ تا قیامت انہیں اتار نہیں سکتا۔ میرے سامنے شریف خاندان نے قادری صاحب کو 16 لاکھ کی خطیر رقم دی۔ یہ بھاری رقم دراصل رانا جاوید القادری، میاں محمد شریف صاحب سے لے کر آئے تھے۔ انہوں نے یہ رقم قادری صاحب کی جھولی میں ڈھیر کر دی۔ اسے آپ قرض کہیں یا کچھ اور کہہ لیں۔ لیکن مجھے یہ بتائیں کہ آج کے دور میں کوئی آدمی ہے ایسا جو یہ کہے کہ بیس لاکھ لے لو اور دس ہزار کر کے لوٹا دینا۔ اس کو آپ مفاد نہیں کہتے تو اور کس کو کہتے ہیں؟ مفاد کس چیز کا نام ہے؟ انہوں نے تو اس وقت لیکچررشپ نہیں چھوڑی تھی۔ جب تک اتفاق والوں نے انہیں مستحکم بنیادوں پر کاروبار شروع نہیں کروایا تھا۔ لیکن افسوس کہ یہ ایسا احسان فراموش اور محسن کش انسان ہے کہ اس نے سارے مفادات سمیٹنے کے بعد اپنے محسنوں کے خلاف زبان درازی کی اور آج تک اپنے محسنوں کے خلاف دریدہ دہنی سے کام لیتا آ رہا ہے۔ میں نے اس موقع پر محترم خلیل صاحب سے کہا کہ جو والد اور ماں کے ساتھ مخلص نہیں، وہ مصطفوی ﷺ انقلاب کا داعی نہیں ہو سکتا کیونکہ وہ جو اللہ والے ہوتے ہیں وہ جس سے پیالہ پانی کا بھی پی لیں، اس کے ہمیشہ ممنون رہتے

ہیں۔ میں سمجھتا ہوں کہ میاں شریف اس لحاظ سے عظیم آدمی ہے کہ اس نے آج تک زبان بند کی ہوئی ہے۔ انہوں نے اقتدار میں ہونے کے باوجود بھی اس کے خلاف انتقامی کارروائی نہیں کی حالانکہ اس نے انکے ساتھ کیا کچھ نہیں کیا۔ اس نے کوئی کسر نہیں چھوڑی۔ میں نے سنا ہے کہ میاں شریف کہتا ہے کہ اس کا فیصلہ قیامت کے روز رسول اللہ ﷺ سے لوں گا۔ اس نے میرے ساتھ وعدہ کیا تھا کہ تم دنیا خرچ کرو، میں دین خرچ کروں گا۔ جھوٹا کون ہے؟ اس کا فیصلہ رسول اللہ ﷺ فرمائیں گے۔ جتنا عرصہ میں منہاج القرآن میں رہا وہاں کے تعلیمی معاملات میرے سپرد تھے۔ ویسے تو سارے کام ہی میں، محترم خلیل صاحب اور رانا جاوید صاحب کرتے تھے، خصوصاً جامعہ اسلامیہ منہاج القرآن کو میں نے کامیابی کے ساتھ چلایا اور اچھے نتائج دیے۔

س: قادری صاحب کے بارے میں کہا جاتا ہے کہ ان کا مزاج آمرانہ ہے۔ وہ کسی شوریٰ وغیرہ کے پابند نہیں ہیں؟ کیا یہ تاثر ٹھیک ہے؟

ج: جو آدمی شریعت کا پابند نہ ہو وہ کسی اور کا پابند کیسے ہو سکتا ہے۔ جو آدمی شریعت کی بات نہ مانے، وہ کسی اور کی کیا مانے گا؟ ہم نے اس کے سامنے شریعت کی باتیں رکھیں کتاب وسنت کی بات کی، لیکن انہوں نے قبول نہ کی۔ اس شخص نے یہاں تک ہمیں کہہ دیا کہ میری ذات پر اندھا اعتماد کرو اور غیر مشروط وفاداری کرو۔ حالانکہ یہ شان صرف رسول اللہ ﷺ کی ہے[۲]۔

س: سیاسی جماعت بنانے کا فیصلہ طاہر القادری نے ذاتی طور پر کیا یا یہ اجتماعی فیصلہ تھا؟ کون لوگ تھے جنہوں نے یہ فیصلہ کروایا؟ کیا آپ بھی اس مشورہ میں شامل تھے؟

ج: یہاں یہ بات ذہن نشین کر لیں کہ منہاج القرآن بناتے وقت ہم نے اللہ کی بارگاہ میں جو وعدے کیے تھے ان میں سیاست میں حصہ نہ لینے کا وعدہ بھی شامل تھا۔ ایک حلف یہ بھی تھا کہ پیری مریدی نہیں کریں گے۔ اتحاد کا کوئی موقع آیا تو ہم پیچھے ہٹ جائیں گے۔ ذہن میں تصور تھا کہ جب بھی اختلاف ہوتا ہے، قیادت کے مسئلے پر ہوتا ہے۔ اسلیے ہمیں موقع ملا تو ہم سب کو اکٹھا کر کے خود پیچھے بیٹھ جائیں گے۔ لیکن اس حوالے سے آپ کو دلچسپ بات بتاتا چلوں کہ جب پاکستان عوامی تحریک کا تحریک جعفریہ اور تحریک استقلال کیساتھ اتحاد ہوا تو پہلی پریس کانفرنس سے

۲؎ اس وقت یہ بات سن کر خان صاحب نے طاہر پر کفر کا فتویٰ کیوں نہ دیا اور ان سے برأت اور علیحدگی کیوں نہ اختیار کی۔ کفر پر راضی رہنا بھی تو کفر ہے۔

خطاب کے لیے ہوٹل جانے سے پہلے قادری صاحب نے بعض افراد کو اس ہدایت کے ساتھ قبل از وقت ہوٹل بھیج دیا کہ وہ درمیان والی کرسی پر کسی کو نہ بیٹھنے دیں۔ وہ وہاں جا کر باقاعدہ درمیان والی کرسی پر قابض ہو گئے اور جب پریس کانفرنس سے فارغ ہو کر باہر نکلے تو اصغر خان نے کہا کہ ہم نے تو آپ لوگوں کی پارسائی دیکھ لی ہے۔ آپ کا تو دعویٰ ہے کہ ہم وزارت عظمیٰ قبول نہیں کریں گے جبکہ تم پریس کانفرنس کی کرسی کسی کو دینے کے لیے تیار نہیں۔ اس واقعہ کے اقبال محمود اعوان ایڈووکیٹ گواہ ہیں۔ کیونکہ انہوں نے خود قائد کے حکم پر کرسی قبضہ میں لی تھی۔ جہاں تک سیاست میں آنے کی بات ہے تو یہ ان کا ذاتی شوق تھا۔ شاید بہت دیرینہ خواب۔ انہوں نے ہم سے کہا کہ آپ لوگوں سے مشورہ لیں کہ ہمیں موجودہ حالات میں سیاست کا راستہ اختیار کرنا چاہیے یا نہیں؟ چنانچہ طویل غور و فکر ہوا۔ لوگوں کی رائے لی گئی۔ کچھ حق میں تھے اور کچھ خلاف تھے۔ پھر انہوں نے ایک اور طریقہ اختیار کیا، وہ اس طرح کہ جمہوری طریقے سے رائے لینے کی بجائے خاص لوگوں کو مسجد میں جمع کر لیا اور حضور ﷺ کے متعلق خوابیں سنانا شروع کر دیں اور پھر خوابیں بیان کرتے کرتے کہنے لگے کہ میں تو اس راستے پر چلنے کے لیے رسول اللہ ﷺ سے وعدہ کر چکا ہوں۔ تم نے ساتھ چلنا ہے تو چلو۔ مجھے بتاؤ اس موقع پر کون انکار کر سکتا تھا؟ وہ لوگ جو شام کو کہہ رہے تھے کہ ہم سیاسی جماعت بنانے کے حق میں نہیں ہیں، اب خوابیں سننے کے بعد وہی لوگ رو رہے تھے۔ اس طرح یہ سیاسی جماعت بنی۔ اسکے بعد قادری صاحب نے کہا کہ مدینہ منورہ اور بغداد شریف جائیں گے۔ وہاں پر بھی ہم گئے اور انہوں نے عجیب و غریب باتیں کیں۔ مثلاً ہم حضور غوث پاک کے دربار پر حاضر ہوئے تو وہاں جو دربار کا خادم ہے، وہ حضرت پیر طاہر علاؤ الدین القادری گیلانی کا مرید ہے۔ اس نے قادری صاحب کو چادر دی۔ اس کو ہم نے فتح کا جھنڈا بنا لیا حالانکہ حقیقت یہ ہے کہ چادر تو وہاں سے کئی لوگوں کو ملی ہوئی ہے۔ ایک مرتبہ ادارہ منہاج القرآن کے امیر، انور قریشی صاحب نے بتانا چاہا کہ غوث پاک کے دربار سے تو مجھے بھی چادر ملی ہے، تو انکو روک دیا گیا۔ یعنی وہ فتح کا جھنڈا بن گیا۔ پھر وہاں نماز کے دوران امام نے تلاوت کی۔

اذا جاء نصر اللہ والفتح

جس کو ہم نے کہا کہ اللہ کی نصرت اتر آئی ہے۔ یہ آیتیں ہمارے لیے پڑھی گئی ہیں۔ پھر مدینہ منورہ پہنچے، وہاں پر ان کو خواب آیا کہ میں ایک سفر شروع کر رہا ہوں، سفر کے آغاز سے پہلے رسول اللہ ﷺ نے میرے گلے میں ہار ڈالے ہیں وغیرہ۔ حالانکہ یہ صرف اور صرف نواز

شریف کی مخالفت کے لیے سیاست میں آئے کیونکہ اس وقت جو الیکشن ہوا، انہوں نے اعلان کیا کہ میں کسی کے ساتھ اتحاد نہیں کروں گا، نہ مسلم لیگ کے ساتھ اور نہ ہی پیپلز پارٹی کے ساتھ۔ ان دنوں جب یہ جلسوں میں حلفاً کہہ رہے تھے کہ میرا کسی سے رابطہ نہیں۔ یہ رات کو پی پی کے خواجہ طارق رحیم اور سلمان تاثیر کے ساتھ خفیہ میٹنگ کرتے تھے۔ راتوں کو عبدالرشید فاروقی کے گھر پیپلز پارٹی کے لیڈروں کے ساتھ بیٹھ کر پلان بناتے تھے۔ خود مجھے کہا گیا کہ تم حلقہ 95 میں نواز شریف کے مقابلے میں الیکشن لڑو، میں نے انکار کر دیا۔ مجھے کہا گیا کہ بی بی سی لندن میں تمہارا اعلان ہو گا۔ میری مسجد کی انتظامیہ کے ذریعے مجھ پر دباؤ ڈالا گیا۔ پھر قادری صاحب نے مجھے الگ بلا کر کہا کہ اگر آپ الیکشن نہیں لڑتے تو میرا نقصان ہو گا کیونکہ میرا پی پی سے معاہدہ ہوا ہے کہ آپ نواز شریف کے خلاف کوئی مضبوط بندہ کھڑا کریں تو ہم حلقہ 97 میں آپ کے امیدوار کے حق میں اپنا امیدوار دستبردار کروالیں گے۔ بہرحال میں الیکشن نہ لڑنے کی ضد پر قائم رہا۔ لیکن مجھے یقین ہو گیا کہ یہ سب پی پی کا کیا دھرا ہے۔ اس سلسلہ میں ہمارے پاس دستاویزی ثبوت بھی ہیں جو ہم مناسب موقع پر منظر عام پر لائیں گے۔ محترم خلیل صاحب پاکستان عوامی تحریک کے مرکزی آدمی تھے ان کے پاس ساری ''تفصیلات'' موجود ہیں۔ میرے خیال میں اصل فیصلے قدرت کے ہوتے ہیں۔ اللہ اس شخص کو سیاست کے میدان میں لایا تا کہ اس کا اصل چہرہ بے نقاب ہو جائے اور لوگ اس کی اصلیت سے آگاہ ہو جائیں۔

س: آپ پر کب واضح ہوا کہ قادری صاحب مخلص نہیں ہیں؟ اتنا عرصہ آپ ان کے ساتھ کیسے رہے؟

ج: اصل میں پہلے میں عقیدت مند تھا اور آپ جانتے ہیں کہ عقیدت انسان کو اندھا کر دیتی ہے[5]۔ میں تو ہمیشہ ان کا دفاع کرتا رہا۔ میرے ذہن میں یہ تھا کہ ایک نئی تحریک ہم نے بنائی ہے۔ ایک نہج پر ہم قوم کو لے کر چلے ہیں، تو چھوٹی موٹی غلطیوں سے درگزر کرنا چاہیے[6]۔ حتیٰ کہ میاں شریف جوان کی خدمت کرتے تھے، میں تو اس کے بھی حق میں تھا کہ ایک تحریکی سربراہ ہے،

---

[5] عقیدت میں اندھا ہونے کا بہانہ اگر محمد خان قادری کر رہا ہے تو پھر عوام کا خدا ہی حافظ ہے۔ آپ اس وقت اگر اندھے تھے تو اللہ کی قسم کانے اب بھی ہیں۔ فرمائیے کیا عقیدت میں کفر جائز ہو جاتا ہے؟

[6] خان صاحب کے نزدیک پوری امت سے اختلاف، غیر مشروط وفاداری کا مطالبہ، دین کے نام پر حرام خوری اور عوام کی عقیدت سے ناجائز فائدہ اٹھانا چھوٹی موٹی غلطیاں ہیں۔

اس کی بھی ضروریات ہیں لیکن ایک موڑ پر پہنچ کر میری سوچ میں تبدیلی پیدا ہوئی اور محترم خلیل صاحب، رانا صاحب اور میری سوچیں اس طرح بڑھیں۔ 88ء کی بات ہے، ایک انتہائی قیمتی گاڑی اتفاق والوں نے ان کو دی ہوئی تھی۔ 26 نمبر تھا اس کا۔ وہ گاڑی عرصہ تک ان کے زیر استعمال رہی۔ پھر ایک دن قادری صاحب نے ہم چار پانچ ساتھیوں کو بلا کر کہا "یہ گاڑی کافی پرانی ہوگئی ہے، دوسرا مسئلہ یہ بھی ہے کہ اس گاڑی کے کاغذات اتفاق والوں کے نام ہیں۔ اس لیے میں اس گاڑی کو بیچ کر نئی گاڑی خریدنا چاہتا ہوں۔" ہم نے کہا کہ آپ ضرور لیں، ہمیں کیا اعتراض ہو سکتا ہے۔ چند دنوں کے بعد ان کے پاس نئی گاڑی آگئی جو پہلے والی گاڑی سے کئی زیادہ قیمتی تھی۔ ہم سے لوگوں نے پوچھا کہ یہ گاڑی کہاں سے آئی ہے؟ ہم نے لوگوں کو بتایا کہ پہلے والی گاڑی بیچ کر اور کچھ قرض لے کر یہ نئی گاڑی خریدی گئی ہے۔ تقریباً ڈیڑھ ماہ وہ گاڑی ان کے زیر استعمال رہی۔ اس دوران منہاج القرآن کے سابق ناظم اعلیٰ ڈاکٹر شجاع الحسن (حسن میموریل کے سربراہ) سے خلیل صاحب کی ملاقات ہوئی تو انہوں نے پوچھا کہ گاڑی کہاں سے آئی ہے۔ خلیل صاحب نے وہی جواب دیا جو قادری صاحب نے بتایا تھا۔ لیکن ڈاکٹر شجاع الحسن صاحب نے بتایا کہ نئی گاڑی بھی اتفاق والوں نے دی ہے۔ ثبوت کے طور پر ڈاکٹر شجاع صاحب نے گاڑی کے کاغذات بھی خلیل صاحب کو دکھائے۔ انہوں نے کہا کہ اگر آپ کو اب بھی شک ہے تو میرے ساتھ آئیں اور دیکھ لیں کہ پہلے والی گاڑی اتفاق والوں کے پاس کھڑی ہے۔ خلیل صاحب نے مجھے اور رانا صاحب کو بتایا۔ ہمیں احساس ہوا کہ ہم سے دھوکا کیا گیا ہے۔ "قائد" نے ہمارے ساتھ جھوٹ بولا ہے۔ اس کے بعد ہم نے ڈسکس کرنا شروع کیا کہ ہم جو آنکھ بند کر کے اس کو انتخاب نبی ﷺ سمجھ کر چل رہے ہیں، یہ ٹھیک نہیں ہے۔ ہمیں لوگوں کی باتوں پر غور کرنا چاہیے۔ پھر رانا صاحب نے بتایا کہ میں نے یہ دیکھا، خلیل صاحب نے کہا کہ میں نے یہ دیکھا، اس طرح تیں کھلتی گئیں اور ساری صورت حال سامنے آتی گئی۔ جب قادری صاحب کو معلوم ہوا کہ ہمیں پتہ چل گیا ہے کہ گاڑی تو اتفاق والوں نے دی ہے تو انہوں نے فوراً رانا صاحب کو بلا کر گاڑی میں بٹھا کر کہا کہ اتفاق والوں کو گاڑی واپس دے آئیں اور ہمیں کہا کہ "میں آپ کو بتا نہیں سکا۔ مجھے یاد نہیں رہا۔ وہ بڑے میاں صاحب آگئے تھے اور وہ میرے پاؤں پڑ گئے تھے کہ آپ گاڑی ضرور قبول فرمالیں۔" حالانکہ بعد میں گاڑی چھوڑنے کے لیے جانے والے رانا جاوید صاحب سے جب ہم نے پوچھا کہ جب آپ گاڑی میاں شریف کے گھر چھوڑنے گئے تھے تو ان کا کیا ردعمل

تھا۔ رانا صاحب نے بتایا کہ جب گاڑی لے کر گیا تو انہوں نے کہا ''وہاں کھڑی کر دو۔'' اب ہم نے سوچا کہ اگر وہ پاؤں پکڑ کر اور منت ساجت کر کے گاڑی دے گئے ہوتے تو گاڑی واپس کرنے پر وہ پریشان اور حیران ہوتے کہ کہیں قادری صاحب ناراض تو نہیں ہو گئے۔ اس واقعہ کے بعد ہم نے غور و فکر شروع کیا۔ وہ لوگ جو میاں صاحبان کے گھروں سے قادری صاحب کے لیے مختلف چیزیں لے کر آتے تھے ان سے پوچھا تو ''بہت کچھ'' سامنے آیا۔ اس طرح ہماری آنکھیں کھلتی گئیں۔ خوابوں کے مسئلہ پر میں قادری صاحب کے دفاع میں ماہنامہ ''منہاج القرآن'' میں لکھتا تھا۔ یہ ساری باتیں منظر عام پر آئیں تو میں نے لکھنا بند کر دیا [1]۔ اس کے بعد میری عقیدت ختم ہو گئی۔ سب سے پہلے ذہنی طور پر میں ٹوٹا۔ میں نے باقی ساتھیوں سے کہا کہ میں منہاج القرآن چھوڑنا چاہتا ہوں۔ محترم خلیل صاحب نے کہا کہ آپ ایسا نہ کریں۔ اس کی اصلاح کرتے ہیں۔ پھر ہم نے بہت اجلاس کیے۔ عاملہ کے ساتھیوں کے سامنے بھی بات کی اور اس کے منہ پر بھی سب کچھ کہا۔ لیکن بالآخر ہم اس نتیجے پر پہنچے کہ یہ ناقابل اصلاح ہے۔

س: آپ نے اتمام حجت کے لیے اصلاح کی کوشش کی؟

ج: بہت کوشش کی۔ 88ء سے لے کر 90ء تک..... ! ہم نے ان کے ساتھ کئی نشستیں کیں لیکن ہم کامیاب نہ ہو سکے۔

س: کہا جاتا ہے کہ قادری صاحب کی اکثر باتیں آپ کی لکھی ہوئی ہیں جو ان کے نام سے شائع ہوئی ہیں۔ حقیقت کیا ہے؟

ج: آپ اس کو اس طرح کہہ لیں کہ منہاج القرآن میں جو علمی کام ہوا ہے وہ میرے ہاتھوں ہوا ہے۔ ''گستاخ رسول ﷺ کی شرعی سزا'' پر تمام کام میں نے کیا۔ الحمد للہ۔ لیکن میرے بعد وہ اس کام کو صحیح مرتب بھی نہ کر سکے۔ یہ میں نہیں کہتا کہ قادری صاحب میں صلاحیت نہیں تھی، دراصل مسئلہ یہ تھا کہ قادری صاحب کام کی طرف آنے والے نہیں تھے۔ محنت نہیں کرتے تھے۔ کئی دفعہ ان سے کہا کہ تفسیر کا کام مکمل کر لیں لیکن وہ اس طرف نہیں آتے تھے کیونکہ انہیں جلسوں اور سیاست کا چسکا پڑ چکا تھا۔ میرے سمیت کئی دوسرے علمی لوگوں کا کام ان کے نام سے چھپا۔ ہو سکتا

---

[1] خائن صاحب اعتراف فرما رہے ہیں کہ طاہر کے خواب جھوٹے ہونے کے باوجود میں ان کے خوابوں کا دفاع کرتا رہا۔ گویا کوے کو سفید ثابت کرنا خائن صاحب کی پرانی عادت ہے۔ اسی قسم کی گندی تحقیقات کا سلسلہ اب بھی سوئے حجاز میں جاری و ساری ہے۔

ہے کہ ان کے نام سے شائع ہونے والی کتابوں میں دیے گئے حوالہ جات کا آج تک انھیں پتہ نہ ہو کہ یہ کس کتاب سے ہیں۔ اب بھی کئی ساتھی جو مجبور ہیں، وہ وہاں بیٹھے ہیں۔ کام وہ کرتے ہیں اور چھپتا قادری صاحب کے نام سے ہے۔[5]

س: جب طاہر القادری صاحب پر قاتلانہ حملہ ہوا تو اس وقت آپ منہاج القرآن میں موجود تھے، اس مشہور واقعہ کی اصل تفصیل کیا ہے؟ جب کہ عدالت اسے "ڈرامہ" قرار دے چکی ہے۔

ج: میں وہیں تھا، 25 رمضان المبارک کی بات ہے، میں اور رانا جاوید صاحب کسی جگہ محفل پر گئے ہوئے تھے، وہاں سے واپس ادارہ پہنچے تو اس وقت فائرنگ ہو رہی تھی۔ فائرنگ کی آواز سن کر محترم خلیل صاحب بھی اپنے گھر سے باہر آ گئے اور پھر ہم تینوں سب سے پہلے جائے وقوعہ پر پہنچے۔ قادری صاحب بیس پچیس منٹ بعد باہر نکلے۔ ہم نے جائے وقوعہ دیکھا تو میں نے اسی وقت خلیل صاحب سے کہا کہ اگرچہ ہم اس طرح کے کاموں میں کبھی شریک نہیں ہوئے لیکن پھر بھی چند باتیں میری سمجھ سے بالاتر ہیں۔ ایک تو یہ کہ دیواروں پر جو خون لگا ہے، اس کا بہاؤ فطرتی نہیں ہے۔ دوسری بات یہ ہے کہ میں نے زخمی لوگوں کے جسم سے خون نکلتے دیکھا ہے اس میں خون کے ساتھ بوٹیاں نکلتی ہیں۔ اس خون میں وہ نہیں۔ تیسری اہم بات یہ تھی کہ جہاں سے فائرنگ بتا رہے ہیں، وہاں سے گولیاں اندر نہیں لگ سکتیں۔ میری یہ باتیں سن کر خلیل صاحب نے کہا کہ آپ رمضان شریف میں کیسی باتیں کر رہے ہیں۔ میں نے خاموشی اختیار کر لی۔ پھر کیس عدالت میں چلتا رہا۔ وہاں حقائق سامنے آئے۔ جب عدالت میں انھیں شکست نظر آئی تو وہاں سے بھاگ آئے۔ عدالتی کارروائی کے دوران ان کے ساتھیوں نے ہمیں بتایا کہ فائرنگ قادری صاحب کے باڈی گارڈوں نے کی ہے، باہر سے کسی نے نہیں کی۔ ہم نے ان ساتھیوں کو قادری صاحب سے ملوا بھی دیا تھا۔

بہر حال اس واقعہ کو غلط ڈیل کیا گیا اور اس سے سیاسی فائدہ اٹھانے کی کوشش کی گئی کیونکہ ان کو جب مشورہ دیا گیا کہ آپ کسی کا نام نہ لیں تو قادری صاحب نے کہا کہ "پنجاب میں نواز شریف کی حکومت ہے وہ تو ہمیں نہیں پوچھے گی اور اگر مرکز میں پی پی پی سے فائدہ اٹھانا ہے تو

---

[5] گھر کا بھیدی لنکا ڈھائے۔ طاہر صاحب کی نام نہاد دینی خدمات، اور کثیر التعداد تصانیف کا پول کھل گیا۔ یہ بھی واضح ہو گیا کہ خود مضمون لکھ کر کسی دوسرے کے نام سے چھاپنا خائن قادری کی پرانی عادت ہے۔

اس کی یہی صورت ہے کہ فائرنگ کا الزام پنجاب حکومت پر عائد کیا جائے۔" اس سلسلہ میں اتنا ضرور عرض کروں گا کہ اس واقعہ پر عدالت عالیہ کے جج کا فیصلہ "الہامی فیصلہ" ہے۔ جج صاحب کے الفاظ الہامی ہیں۔ قوم کو ان الفاظ پر غور کرنا چاہیے۔ طاہر القادری صاحب کے تمام ساتھیوں اور حواریوں کو جج کے فیصلے کے الفاظ پر غور کرنا چاہیے [9]۔

س: جج کے فیصلے کے الفاظ کیا تھے؟

ج: تفصیلی فیصلہ تمام اخبارات و رسائل میں شائع ہو چکا ہے۔ جج نے ان کے بارے میں لکھا تھا کہ "یہ شخص محسن کش، جھوٹا، شہرت کا بھوکا، دولت کا پجاری اور لالچی ہے۔"

س: پیر سید طاہر علاؤالدین گیلانی کے صاحبزادگان کے اغواء کے مسئلہ پر قادری صاحب نے کفن پوش جلوس نکالے۔ بعض ذرائع کہتے ہیں کہ یہ جلوس کسی خاص اشارے پر نواز شریف حکومت پر اپنی طاقت ظاہر کرنے کے لیے نکالے گئے۔ آپ اس پر کیا کہتے ہیں؟

ج: میں اس وقت حج کے لیے حجاز مقدس گیا ہوا تھا، اس لیے میں کچھ کہہ نہیں سکتا۔ ویسے "طاہر القادری اور منہاج القرآن" کے موضوع پر ہم ایک کتاب لکھ رہے ہیں۔ اس میں "سب کچھ" شائع ہو جائے گا تا کہ آئندہ نسل، دین کے ان "ٹھیکیداروں" سے دھوکہ نہ کھائے [10]۔ اس حوالے سے ہمارا یہ بھی اعلان ہے کہ دنیا کے کسی بھی منصف کے سامنے یا کسی بھی عدالت میں ہم بھی اپنا موقف پیش کرتے ہیں، قادری صاحب بھی پیش کریں۔ اگر ہم جھوٹے ثابت ہوں تو ہماری گردنیں اڑا دی جائیں اور قادری صاحب جھوٹے ثابت ہو جائیں تو وہ توبہ کر لیں۔

س: سنا ہے کہ آپ نے جب ادارہ منہاج القرآن کو چھوڑا تو آپ کے ساتھ وہاں سے بہت سارے طلبہ بھی ادارہ چھوڑ آئے تھے؟

---

[9] جج کے الفاظ پر غور بعد میں ہوگا پہلے خائن صاحب کے الفاظ پر غور کرنا چاہیے جو جج کے فیصلہ کو بار بار الہامی کہہ رہے ہیں۔ اگر جج کا فیصلہ الہامی ہو سکتا ہے تو پھر آپ میں اتنی فراست کیوں نہ تھی کہ ایسے محسن کش، جھوٹے، شہرت کے بھوکے، دولت کے پجاری اور لالچی آدمی کو سمجھ لیتے۔ ویسے جج کی بات سے بھی ہمیں کوئی اختلاف نہیں۔

[10] تیرہ سال گزر جانے کے باوجود "سب کچھ" پر مشتمل آپ کی کوئی کتاب منظر پر نہیں آئی۔ طاہر صاحب اگر جج کے بقول جھوٹے ہیں تو آپ پر بھی منہاج کا مکمل فیضان جاری ہے بلکہ آپ تو ادارہ منہاج کے بانی ہیں دلالت النص اپنا کام کیوں نہ دکھائے گی۔ بہر حال ہم نے بھی آپ کے انٹرویو پر ذمہ دارانہ حاشیہ اسی لیے لکھا ہے تا کہ آئندہ نسل طاہر صاحب کے ساتھ ساتھ آپ جیسے خائن سے بھی دھوکا نہ کھائے۔ ویسے حقیقت یہ ہے کہ آپ اب بھی طاہر صاحب کے خلاف لکھنے کی بجائے ماہنامہ سوئے حجاز میں ان کا دفاع کر رہے ہیں۔

ج: الحمدللہ، اس کے بعد طلبہ بھی مجھ سے ملے اور اساتذہ بھی۔ بلکہ ان کی محبت اب تک قائم ہے۔ لیکن اللہ گواہ ہے کہ میں نے ہر استاد اور ہر طالب علم سے کہا کہ جہاں تک میرا مسئلہ ہے، اس کو آپ چھوڑ دیں۔ آپ اپنی تعلیم مکمل کریں۔ میرے بعد وہاں کے ایک استاد مولانا محمد اشرف جلالی میرے پاس آئے اور مجھ سے پوچھا کہ میرے لیے کیا حکم ہے؟ میں نے انہیں کہا کہ میرا حکم یہ ہے کہ فی الفور جامعہ اسلامیہ منہاج القرآن میں جا کر پڑھاؤ۔ کئی طلبہ چھپ کر بھی ملنے آتے تھے، کیونکہ جو طالب علم مجھ سے ملنے آتا تھا، وہ اسے جامعہ سے نکال دیتے تھے بلکہ انہوں نے جامعہ اسلامیہ منہاج القرآن سے ایک پوری کلاس محض اس لیے خارج کر دی کہ اس کلاس کے طلبہ نے قادری صاحب سے پوچھا کہ مفتی صاحب ادارہ کیوں چھوڑ گئے ہیں۔ قادری صاحب نے پابندی لگا دی تھی کہ جو وجہ پوچھے گا میں اس کی زبان کھینچ لوں گا۔

س: ایک طرف آپ خود ادارہ منہاج القرآن کو غلط سمجھ کر چھوڑ آئے، دوسری طرف آپ دوست احباب کو وہاں پڑھنے اور پڑھانے کی تلقین کر رہے تھے؟ آخر کیوں؟

ج: دراصل اس وقت میرے پاس ان کی تعلیم یا روزگار کا کوئی متبادل بندوبست نہیں تھا۔ کیونکہ میں استحصالی ذہن نہیں رکھتا۔ اس لیے میں نے اپنے اختلافات میں اساتذہ اور طلبہ کو نہیں جھونکا۔ جو کلاس منہاج القرآن سے میری حمایت کی وجہ سے خارج کر دی گئی تھی، اس کلاس کے طلبہ کو شادمان میں پڑھانے کے لیے مولانا عبداللطیف صاحب کی خدمات حاصل کیں اور پھر ان طلبہ کو جامعہ نظامیہ رضویہ میں امتحان بھی دلوایا[11]۔

س: آپ جو حضرات ادارہ چھوڑ کر آئے تھے، آپ سب وہاں اہم عہدوں پر فائز تھے۔ کیا آپ کے لیے یہ ممکن نہیں تھا کہ آپ ادارہ کی شوریٰ کو اپنا ہمنوا بناتے۔ اپنا موقف تفصیل سے پیش کرتے اور تحریک کی قیادت تبدیل کر دیتے؟

ج: ایک بنیادی مسئلہ یہ درپیش تھا کہ ہم اپنے ہاتھ کاٹ کر ان کو دے چکے تھے۔ وہ اس

---

[11] اتنے کفریات اور لغویات کے باوجود منہاج سے اس قدر وفاداری دراصل اس لیے تھی کہ طاہر صاحب اور خائن صاحب میں رافضیت اور آزاد خیالی مشترک تھی۔ ہم نے یہ بات السیف الجلی، ماہنامہ منہاج اور ماہنامہ سوئے حجاز پڑھنے کے بعد تحقیق سے لکھی ہے۔ خائن صاحب ادارہ منہاج میں طلباء کو دی جانے والی کافرانہ تعلیم پر راضی تھے اسی لیے طلباء اور علماء کو ادارے میں رہنے کا فرمان جاری کیا۔ حالانکہ اگر علماء و طلباء وہاں سے بیزار ہو کر آگئے تھے تو خائن صاحب کو چاہیے تھا کہ انہیں صحیح العقیدہ سنی علماء کے مدارس میں بھیج دیتے مثلاً جامعہ نظامیہ وغیرہ۔

طرح کہ دستور کے مطابق شوریٰ کا فیصلہ بھی طاہر القادری صاحب کی توثیق کے بغیر نافذ نہیں ہو سکتا تھا۔ منہاج القرآن کے آئین میں طاہر القادری صاحب اختیارات کا ''گھنٹہ گھر'' ہیں اور پھر شوریٰ کا کوئی معیار بھی نہیں تھا۔ شوریٰ میں کوئی جید عالم دین نہیں تھا۔ سب ہاں[12] میں ہاں ملانے والے تھے۔ شوریٰ میں صرف وہی لوگ تھے جو حلف اٹھا چکے تھے کہ ہم طاہر القادری پر اندھا اعتماد کریں گے۔ اب ''ایسی شوریٰ'' کے سامنے ہم کیا بات کرتے؟ بہر حال اس کے باوجود ہم نے شوریٰ کے کچھ افراد کے سامنے بات کی۔ ہماری باتوں سے لاجواب ہو کر ایک موقع پر قادری صاحب اٹھ کر بھاگ گئے تھے کہ میں جاتا ہوں تم سب سنبھالو۔ دراصل یہ ڈرامہ بھی شوریٰ کے اراکین کی ہمدردیاں حاصل کرنے کے لیے رچایا گیا[13]۔

س: سنا ہے قادری صاحب آپ لوگوں کے گھروں میں آئے اور معافی مانگی؟

ج: محترم خلیل صاحب کے ساتھ اس طرح کا واقعہ ہوا تھا۔ لیکن ہم ان چیزوں کو اچھالنا نہیں چاہتے۔

س: سنا ہے کہ پیر طاہر علاؤ الدین گیلانی جب پہلی بار لاہور تشریف لائے تھے تو قادری صاحب نے اپنے گھر کی تزئین و آرائش کے لیے میاں محمد شریف سے تین لاکھ روپے خرچ کروائے تھے۔ کیا یہ سچ ہے؟

ج: اس واقعہ کے راوی صاحبزادہ خادم حسین طاہر اور پروفیسر راؤ ارتضیٰ حسین اشرفی کے بقول جب پیر سید طاہر علاؤ الدین گیلانی صاحب لاہور تشریف لا رہے تھے تو میاں محمد شریف نے ان کے قیام کے لیے لاہور کے فائیو سٹار ہوٹل ''پی سی'' میں پانچ کمرے بک کروا دیے۔ لیکن جب طاہر القادری صاحب کو اس بات کا علم ہوا تو انہوں نے میاں شریف سے کہا کہ ''میری غیرت کو یہ بات گوارا نہیں ہے کہ لاہور میں میرا گھر موجود ہو اور میرے شیخ طریقت ہوٹل میں قیام کریں اس لیے آپ جو خرچ ہوٹل میں کر رہے ہیں، وہی خرچ میرے گھر میں کر دیں۔'' میاں محمد شریف نے طاہر القادری کی یہ بات تسلیم کر لی اور اپنے سیکرٹری مختار کو کہا کہ قادری صاحب جو جو چیز منگوانا چاہیں وہ لا کر انہیں پیش کر دی جائے۔ اس طرح قادری صاحب نے اپنے گھر کے لیے ایک ہی

---

[12] طاہر صاحب کی شوریٰ جاہلوں کی تھی تو پھر کارکنوں کا کیا حال ہوگا؟ خود خائن صاحب بھی گویا جاہل ہی تھے۔ ادارہ منہاج سے آج تک کوئی عالم دین پیدا نہیں ہو سکا البتہ CD سن کر نقل اتارنے والے کافی ہیں۔

[13] طاہر صاحب اٹھ کر بھاگ گئے تھے تو بھاگنے دیا ہوتا!

رنگ کے قالین، پردے اور فرنیچر کے ساتھ قیمتی برتن، فریج اور ایئر کنڈیشنر منگوائے جن پر ساڑھے تین لاکھ روپے خرچ ہوئے تھے۔

س: منہاج القرآن چھوڑنے کے بعد عالمی دعوت اسلامیہ میں شمولیت کی کیا وجوہات ہیں؟

ج: ادارہ منہاج القرآن چھوڑنے کے بعد ہم سے مختلف تنظیموں اور مختلف شخصیات نے رابطہ کیا۔ اس سلسلہ میں ایک بات میں ریکارڈ پر لانا چاہتا ہوں کہ ہم پر یہ تہمت لگائی گئی کہ ہم نے نواز شریف کے اشارے پر یہ فیصلہ کیا ہے۔ میں سختی سے اسکی تردید کرتا ہوں۔ یہ بے بنیاد اور جھوٹا الزام ہے جسکی کوئی حقیقت نہیں۔ طاہر القادری صاحب کے خواب تو آپ سن چکے ہیں۔ لیکن ایک خواب مجھے بھی آیا تھا۔ یہ خواب ادارہ چھوڑنے سے پہلے میں نے کئی ساتھیوں کی موجودگی میں قادری صاحب کو بھی سنایا تھا۔ خواب یہ تھا کہ میں قادری صاحب اور جامعہ کے ایک استاد مولانا ظہور الٰہی صاحب ایک کچے راستہ میں موجود ہیں۔ دیوار کے پاس ایک راستہ جاتا تھا۔ ہم سوچتے ہیں کہ اب کیا کریں؟ خطرہ بہت ہے۔ میں ان سے کہتا ہوں کہ آپ میرے پیچھے پیچھے آئیں۔ قادری صاحب کو ہم درمیان میں کر لیتے ہیں۔ دیوار کی ایک طرف گندہ پانی ہے۔ ایک طرف موڑ آ گیا۔ میں نے پیچھے مڑ کر دیکھا تو دونوں غائب تھے۔ میں بھاگ کر پیچھے آتا ہوں۔ پھر میں نے دیکھا کہ مولانا ظہور الٰہی غائب ہیں اور قادری صاحب گندے پانی میں گرے ہوئے ہیں۔ میں ان کو بچانے کے لیے گندے پانی میں داخل ہوتا ہوں اور انکے جسم کو صاف کرنے کی کوشش کرتا ہوں لیکن جیسے جیسے صاف کرتا ہوں وہ پھر گندہ ہو جاتا ہے اور پھر قادری صاحب ہاتھ چھڑا کر گندے پانی میں ڈبکی لگا لیتے ہیں۔ اس زمانے میں قادری صاحب اور دیگر ساتھیوں نے یہ تعبیر بیان کی تھی کہ میں قادری صاحب کا دفاع کروں گا اور ہاں میں نے ایک مدت تک ان کا دفاع کیا بھی...... لیکن ایک مرحلہ پر مجھے ہوش آیا۔ جب میرے ایک سابقہ شاگرد نے مجھے آ کر کہا کہ "کیا آپ کی تخلیق صرف قادری صاحب کی دفاع کی خاطر ہے" اس جملہ نے میرے اندر انقلاب پیدا کر دیا۔[۱۴]

(ماہنامہ اخبار اہل سنت، لاہور اکتوبر، نومبر 1997ء)

---

[۱۴] خان صاحب اور طاہر صاحب میں مماثلت مطابقیہ پائی جاتی ہے۔ دونوں آزاد خیال ہیں، دونوں رافضی ہیں، دونوں سنیت کا لبادہ اوڑھ کر گمراہی پھیلاتے ہیں، ان دونوں کو پوری امت مسلمہ سے اختلاف ہے، دونوں اپنے استادوں کے بے ادب ہیں، ان دونوں کے استاد ان کے خلاف ہیں، اور دونوں خوابوں کے شہزادے ہیں وغیرہ۔ لیکن اس خواب کو ذرا دوبارہ غور سے پڑھیے۔ خان صاحب جس گندے پانی میں طاہر صاحب کے پیچھے داخل ہوئے تھے، ابھی اس گندے پانی سے خان صاحب خود بھی باہر نہیں نکلے کہ خواب ختم ہو گیا۔